''صحافی محسن عباس کو دھمکیاں''

گزشتہ دنوں کینیڈا کے کئی انگریزی اخباروں میں شایع ہونے والی، کینیڈا میں پاکستانی نژاد نوجوان صحافی 'محسن عباس' کو ایک پاکستانی سیاستدان 'ریاض چودھری' کی جانب سے دی گئی مبینہ دھمکیوں کی خبروں نے سب کو بہت حیران کر دیا۔ پھر یہ خبر کینیڈا کے ہم عصر اردو جریدہ 'جنگ کینیڈا' میں بھی شائع ہوئی۔ یہ ایک پریشان کُن خبر تھی کہ کیونکہ دھمکیاں شدید تھیں، اور ان کا تعلق ایک پاکستانی نژاد صحافی، اور ایک پاکستان نژاد سیاستدان سے تھا۔

اس دھمکی کا تعلق پاکستان کے اہم انگریزی جریدہ ڈآن میں شائع ہونے والے اس تجزیاتی کالم سے تھا، جو محسن عباس نے کینیڈا کے صوبہ اونٹاریو میں میئر اور بلدیاتی انتخابات کے بارے میں لکھا تھا۔ اس کالم میں ان انتخابات میں پاکستانی امیدواروں کی خراب کارکردگی کے بارے میں لکھا گیا تھا۔ چونکہ شہر مسی ساگا کے انتخابات میں کئی پاکستانی نژاد امیدواروں نے حصہ لیا تھا، سو محسن عباس نے اس رائے کا اظہار کیا کہ عام طور پر پاکستانی نژاد امیدواروں نے ان انتخابات میں شرکت کے لیئے کوئی مناسب منصوبہ بندی نہیں کی بلکہ ایک دوسرے کے ووٹ بھی کاٹے۔ بعض امیدوار ایک دوسرے پر ذاتی حملے کرتے رہے اور آپس کے ذاتی جھگڑوں کو اجاگر کرتے رہے۔ محسن عباس نے یہ خبر اطلاعاً اور طنزیہ پیرائے میں لکھی تھی۔

یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ محسن عباس کینیڈا کے اُن معدودے چند نوجوان پاکستانی صحافیوں میں سے ہیں جنہوں نے کینیڈا میں صحافت کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہے۔ انہوں نے اب سے چند برس قبل کینیڈا کے 'شیریڈن کالج' میں بین الاقوامی صحافیوں کے ایک سال کی مدت پر محیط ایک خصوصی کورس میں کامیابی حاصل کی تھی جو بین الاقوامی صحافیوں کے لیئے شروع کیا گیا تھا۔ ہم اس کورس سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ اس کورس کو جاری کرنے والے اداروں میں کینیڈا میں صحافتی آزادی کا اہم ادارہ 'پین کینیڈا' شامل تھا، اور ہم اس ادارے کے بورڈ کے رکن کی حیثیت سے اس کورس سے خصوصی طور پر منسلک تھے۔ اس کورس کو کینیڈا کے کئی اہم اخباروں کی حمایت بھی حاصل تھی۔ جو اس کورس کو مکمل کرنے والوں کو تربیت کا موقع بھی دیتے تھے۔ جب محسن عباس نے یہ کورس مکمل کر لیا تو انہیں بھی اہم اخبار Hamilton Spectator میں ایک سال کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد وہ BBC اور ABC سے منسلک رہے اور پھر آسٹریلیا جا کر صحافت کرتے رہے اور اب بھی بین الاقوامی اداروں سے منسلک ہیں۔

ڈان اخبار میں ان کے کالم میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا تھا اس میں ریاض چودھری صاحب کا بھی دلچسپ ذکر تھا۔ ڈان نے اپنی صوابدید پر ریاض چودھری کے انتخابی پمفلٹ کی تصویر بھی شائع کی تھی جس میں درج تھا کہ وہ اب سے قبل، سیالکوٹ کے چیمبر آف کامرس کے نائب صدر، لاہور چیمبر آف کامرس کے رُکن، سعودی شہر الخوبر کے چیمبر آف کامرس کے رُکن، برطانیہ میں لندن چیمبر آف کامرس کے رُکن، آسٹریلیا میں سڈنی چیمبر آف کامرس کے رُکن، سوئڈن میں اسٹاک ہوم چیمبر آف کامرس کے رُکن، فرانس میں پیرس چیمبر آف کامرس کے رُکن، اور ہالینڈ میں ایمسٹرڈیم کے چیمبر آف کامرس کے رُکن رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ پولیٹیکل سائینس کے ایم اے ہیں، اور پاک فوج کے افسر بھی رہ چکے ہیں۔ ظاہر ہے اتنی ساری عہدیداریوں اور اتنی قابلیت کے بعد ہر شخص کو ایسے امیدوار میں دلچسپی لینا چاہیئے تھی۔ محسن عباس کے کالم کا عندیہ یہ تھا کہ ان تمام تر قابلیتوں کے باوجود ریاض چودھری مسی ساگا کے میئر کے انتخابات میں ایک فی صد سے بھی کم ووٹ حاصل کر پائے۔ یہ واقعی ایک تلخ حقیقت ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق ان انتخابات میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار ووٹ ڈالے گئے اور چودھری صاحب کو ایک ہزار سے بھی کم ووٹ مل پائے۔ یہ واقعی تشویش کی بات تھی۔

اس کالم کے ڈان میں شائع ہونے کے بعد، ۱۳، اور پندرہ نومبر کو کینیڈا کے چند انگریزی اخباروں میں خبر شائع ہوئی کہ محسن عباس کو اور ان کے خاندان کو سخت دھمکیاں دی گئی ہیں، محسن عباس کے مطابق یہ دھمکیاں ریاض چودھری نام کے شخص نے ایک ایسے فون نمبر سے دی ہیں جس کا تعلق ریاض چودھری کی انتخابی مہم سے تھا۔ Spectator اخبار والوں نے جب اس فون نمبر پر فون کیا تو کسی شخص نے خود کو چودھری کہہ کر اپنی شناخت کروائی لیکن پھر فون منقطع کر دیا۔ Spectator کا کہنا ہے کہ اس کے پاس محسن عباس کو فون پر دی جانے والی دھمکی کا تصدیق شدہ ترجمہ موجود ہے، جس میں کوئی شخص کہتا ہے کہ اس کے خاندان کا تعلق قاتلوں سے ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اس خبر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ڈان میں شائع ہونے والے کالم کے بعد کوئی شخص پاکستان میں محسن عباس کے خاندان والوں کے پاس ہاتھ میں بندوق لے کر گیا اور دھمکیاں دیں کہ اگر کالم کو واپس نہ لیا گیا تو محسن عباس کے بھائی کے دو بچوں کو بھی اغوا کر لیا جائے گا۔ محسن عباس نے ان دھمکیوں کے بارے میں کینیڈا میں پولس رپورٹ درج کروائی ہے اور تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ کینیڈا میں آزادی صحافت کا ادارہ CJFEX بھی اس امر پر تشویش کا اظہار کر رہا ہے۔ اور اس دھمکی پر نظر بھی رکھے ہوئے ہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ گزشتہ ہفتہ جب 'جنگ کینیڈا' نے یہ خبر شائع کی تو قیاساً کئی مقامات سے اس اخبار کے شمارے اٹھا کر غائب کر دیئے گئے۔ ہم نے گزشتہ ہفتہ بدھ اور جمعرات کو کئی جگہوں سے یہ اخبار حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ ہم نے جنگ کینیڈا کے ایڈیٹر عامر آرائیں سے معلوم کیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ انہیں ایسی شکایات موصول ہوئیں ہیں اور وہ مزید اخبار پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ کینیڈا میں اردو اخباروں کا غائب کر دیا جانا نئی بات نہیں ہے۔ اب سے

کئی سال قبل ایک موقر جریدے 'وطن' کے شمارے بھی بعض مساجد اور بعض کاروباری مقامات سے اس جرم میں غائب کروائے گئے تھے کہ اس میں جماعتِ احمدیہ کے سالانہ جلسہ کا اشتہار چھپا تھا۔ ہمیں اس کا علم یوں ہے کہ اس زمانے میں اس جریدے سے منسلک ہونے کی پاداش میں ہمیں ایک ممتاز مذہبی رہنما کی ایک مسجد میں ڈانٹ بھی سننا پڑی تھی۔

جنگ کینیڈا کے مدیر عامر آرائیں کا اہم تعلق حال ہی میں قائم ہونے والی پاکستانی صحافیوں کی ایک انجمن سے بھی ہے، جس کی ایک ویب سائٹ پر درج ہے کہ وہ پاکستانی کمیونٹی کے صحافیوں کی آزادیٔ رائے کے مسائل پر نظر رکھے گی، اور اس ضمن میں ایک نگراں ادارے کا کردار ادا کرے گی۔ "The aim of the organization is to look after Freedom of Expression issues in Pakistani Community in Canada as well as to serve as a watchdog body on issues of Freedom of Expression in Pakistan and elsewhere."

اس ادارے کے بانی ڈائریکٹروں میں ممتاز صحافی لطافت صدیقی، عامر آرائیں اور دیگر معروف صحافی اور کالم نگار شامل ہیں۔ ہم نے یہ تحریر لکھنے سے قبل عامر آرائیں سے پوچھا کہ کیا اس ادارے نے محسن عباس کو دھمکیوں کے بارے میں، یا اخبار غائب کیئے جانے کے بارے میں کوئی اقدام اٹھایا ہے، تو انہوں نے بتایا کہ فی الحال ایسا نہیں ہوا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ یہ اہم ادارہ محسن عباس کو دی گئی مبینہ دھمکیوں کی چھان بین کرے گا، اور اس قسم کی دھمکیوں کی اصولی مذمت کرے گا، اور کینیڈا میں دیگر صحافتی اداروں کے ساتھ مل کر محسن عباس کو تحفظ فراہم کرے گا۔

ریاض چودھری صاحب نے دھمکیوں کے الزامات کی تردید کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ صحافی محسن عباس پر کسی ضمن میں ان کے پانچ ہزار ڈالر واجب ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ رقم انہوں نے محسن عباس کو اپنی انتخابی مہم میں کام کرنے اور جنوبی ایشیائیوں کے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کے لیئے دی تھی۔ محسن عباس نے یہ کام نہیں کیا اور اب انہیں بلیک میل کر رہے ہیں۔ مسی ساگا کے انگریزی اخبار کے مطابق چودھری صاحب نے محسن عباس سے اپنے لین دین کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا، اور نہ ہی اس وقت تک انہوں نے اس ضمن میں پولیس میں کوئی شکایت درج کروائی تھی۔ مسی ساگا کے انگریزی اخبار سے گفتگو کے وقت تک چودھری صاحب نے محسن عباس کی دھمکی کی شکایت کے بارے میں پولس سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ اُن کا کہنا تھا کہ وہ بیمار ہیں اور کوئی لڑائی جھگڑا نہیں چاہتے۔ کینیڈا کے Halton Region کی پولیس محسن عباس کی شکایت کی تفتیش کر رہی ہے۔

کینیڈا میں آزادیٔ اظہار سے اپنے تعلق کی بنا پر ہم کسی بھی صحافی یا کالم نگار کو دی جانے والی ہر دھمکی کی مذمت کرتے ہیں، اور ایسے ہر اس اقدام کی بھی مخالفت کرتے ہیں جہاں کسی اخبار کو اس لیئے نقصان پہنچایا جائے کہ اس نے کوئی مشکل یا نزاعی خبر شائع کرنے کی جرات کی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ کینیڈا کے قانونی ادارے اپنی ذمہ داری پوری کریں گے، اور محسن عباس کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کریں گے۔ جہاں تک چودھری صاحب کا تعلق ہے تو ان کے لیئے مناسب یہ تھا کہ وہ ڈان میں شائع ہونے والی خبر کے بعد ڈان پر ازالہ حیثیت عرفی یا ہتک عزت کا دعویٰ کرتے۔ وہ ایسا کینیڈا میں بھی کر سکتے تھے۔ لیکن اب انہوں نے وقت ضائع کر دیا ہے۔ ہم تفتیش مکمل ہونے تک انہیں شبہ کا موقع فراہم کرنے پر یقین رکھتے ہیں، اور مسی ساگا نیوز کو دیئے گئے ان کے انٹرویو کو ماننے کے لیئے تیار ہیں، بشرطیکہ وہ پولس سے مکمل تعاون کر کے اس معاملہ کی تحقیقات مکمل کروائیں۔